مدینہ طیبہ کا تعارف وحدود اربعہ تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Introduction of Madinah Tayyeba and its Location Research and Analytical Study

Muhammad Farhan Ur Rhman
PhD Research Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad:
farhanrehmanmuhammad@gmail.com

Muhammad Ajmal
PhD Research Scholar, Department of Uloom e Islamia ,University of Lahore:
muhammadajmal2013@gmail.com

Dr. Najam Uddin Kokab Hashmi
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University Islamabad:
hashmi092@gmail.com

Abstract:
Madinah Tayyeba whose old name is Yathrab, is the blessed city which had the honor of being the place of migration of Prophet Muhammad Mustafa (peace be upon him). After his visit, this city was named as "Madinah-tul-Nabi", which was later known as "Madinah-e-Munawarah". Madinah is the greatest city of the world in which the Prophet ﷺ spent last ten years of his life and made it the center of his da'wah. It was very important in terms of trade and the main reason of this importance was the trade highway that connected Makkah with the country of Syria and this highway passed through Medina. Makkah was called the trade hub of Arabia during that period. In this city, Islam found its heyday and in a very short period of ten years, this city became a strong Islamic city. It became a welfare state. He ﷺ prayed for love and blessings for this city. The Rasool of Allah ﷺ is resting in this city. In addition, according to the hadiths of the Prophet ﷺ, this city has many eternal blessings. For example, the Prophet ﷺ gave the good news of his intercession to the person who died in this city. Apart from this, thousands of stories of the lives of the companions, wives, daughters

and devotees of the Prophet ﷺ are related to this city. There is a great historical, cultural and religious heritage of Muslims in this city.
Keywords: *Madina Tayeba, Trade Highway, Welfare State, Religious Heritage*

تعارف

مدینہ منورہ جس کا پرانا نام "یثرب" ہے۔ یہ وہ مبارک شہر ہے جسے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دار الہجرت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد اس شہر کا نام "مدینۃ النبی ﷺ" سے تبدیل کر دیا گیا، جو بعد کے ادوار میں "مدینہ منورہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ مدینہ منورہ دنیا کا وہ عظیم شہر ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دس برس گزارے اور اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا، اسی شہر میں اسلام نے اپنا عروج کا زمانہ پایا اور دس سال کے انتہائی کم عرصہ میں یہ شہر ایک مضبوط اسلامی فلاحی ریاست بن گیا۔ اس شہر کے لئے آپ ﷺ نے محبت اور برکت کی دعا فرمائی۔ اس عظیم شہر کو اس سے زیادہ اور کیا سعادت حاصل ہو سکتی ہے کہ اللہ رب العزت نے تا قیامت اسے نبی آخر الزماں ﷺ کا آخری مسکن بنا دیا۔ جہاں آپ ﷺ آرام فرما ہیں۔ اس کے علاوہ احادیث نبویہ ﷺ کے مطابق مدینہ منورہ کو کئی لازوال سعادتیں حاصل ہیں۔ مثلاً اس شہر میں وفات پانے والے کے لئے آپ ﷺ نے رب کی بارگاہ میں اپنی شفاعت کی خوشخبری سنائی، قرب قیامت ایمان سمٹ کر یہیں چلا آئے گا، دجال اس شہر میں کبھی داخل نہ ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے رفقاء، ازواجِ مطہرات، بنات اور عقیدت مندوں کی زندگی کی ہزاروں داستانیں اسی شہر سے وابستہ ہیں۔ اس شہر میں مسلمانوں کا عظیم تاریخی، ثقافتی اور مذہبی ورثہ موجود ہے۔

حدود اربعہ:

مفہوم:

حدود اربعہ علم جغرافیہ کی اصطلاح (term) ہے، یہ کسی مقام علاقے یا جگہ کی چاروں اطراف (مشرق و مغرب، شمال اور جنوب) کی حدود کو کہتے ہیں بسا اوقات اس کو بیان کرنے کے لئے محل وقوع کا لفظ بھی مستعمل ہے[1]

[1] دائرہ معارف، جلد 4، ص: 26

اگر مدینہ منورہ مکہ مکرمہ کے فاصلے کی بات کریں تو یہ مکہ معظمہ کے شمال میں ۴۵۵ تقریباً کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے ۔اور مغرب میں ۱۳۰ میل مسافت پر سمندر اور اس وہاں کی مشہور بندر گاہ ینبوع موجود ہے۔ یہ شہر مکہ مکرمہ اور ملک شام کے تقریباً بالکل وسط میں ہی ہے۔ مدینہ منورہ سطح سمندر سے تقریباً ۲۱۹ میٹر کی بُلندی پر واقع ہے۔[2]

جنوبی اور شمالی حدود کی تعین:

مدینہ منورہ کی شمالی جانب جبل عیر واقع ہے جو مدینہ منورہ کی جنوبی حد کا تعین کرتا ہے۔ اسی طرح شمالی جانب جبل ثور واقع ہے جو مدینہ منورہ کی شمالی جانب کی حد کا تعین کرتا ہے۔ جبل عیر اور جبل ثور کے بیچ تقریباً ۱۵ کلو میٹر کا فاصلہ پایا جاتا ہے۔ یہ دونوں پہاڑ جنوب و شمال کی جانب مدینہ منورہ کی حد ہیں۔ اس کی تائید حدیث نبوی ﷺ سے بھی ہوتی ہے۔ ارشاد رسول اکرم ﷺ ہے:

" الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا "[3]

"جبل عیر اور جبل ثور کا درمیانی علاقہ مدینہ کا حرم ہے۔ جو کوئی یہاں بدعات اور خلاف شریعتا مور کا ارتکاب کرے یا کسی بدعتی اور بے دین شخص کو پناہ دے تو اُس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالی بروز قیامت اس کے اعمال قبول نہیں فرمائے گا"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ مذکورہ بالا حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"فرشتوں اور لوگوں کی لعنت کا مقصد رحمتِ الٰہی سے دوری کے مفہوم کی تاکید کرتا ہے۔ اور یہاں لعنت سے مراد اس گناہ کی سزا ہے۔"[4]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنا اور گنہگار کو پناہ دینا برابر ہے۔

شرقی اور غربی حدود کا تعین:

---

[2] ندوی، رابع حسن، جزیرۃ العرب، مکتبہ البشیر، لاہور، (2017ء) ص:۱۱۳

[3] مسلم، مسلم بن حجاج، القشیری، صحیح مسلم، جلد ۲، رقم الحدیث ۱۳۷۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ س۔ن

[4] عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، دار الفکر، بیروت، (2004ء) ج۴، ص۸۴

مؤرخین نے مدینہ منورہ کی جنوبی اور شمالی حدود کی طرح شرقی اور غربی حدود کا تعین بھی بڑا واضح اور مفصل انداز میں کیا ہے۔ مدینہ منورہ کے مشرق میں محلہ حرۃ الواقم جبکہ مغرب میں محلہ حرۃ الوبدۃ واقع ہے۔[5]
مشرق و مغرب کی طرف حدود حرم کا تعین کرتے ہوئے نبی معظم ﷺ نے فرمایا:

"إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا"

میں مدینہ منورہ کے دونوں محلوں (حرہ شرقیہ اور حرہ غربیہ) کے درمیانی علاقے کو حرم قرار دیتا ہوں۔[6] موجودہ سعودی حکومت نے حرم مدینہ کی حدود کی نشاندہی کا کام جدید انداز میں متعارف کرواتے ہوئے۔ مختلف مقامات پر ۱۶۱ برج نصب کر دیئے ہیں۔ جس کے بعد فضائی اور بری راستوں سے حدود حرم کا تعین انتہائی آسان ہو گیا ہے۔[7]
ان حرۃ الواقم اور حرۃ الوبدہ دو محلے تھے جو کہ مدینہ منورہ کی سرحد پر واقع تھے۔

حرہ شرقیہ:

حرہ اُس زمین کو کہتے ہیں۔ جس میں کالے نوکیلے پتھر ہوں۔ وہ دیکھنے میں یوں محسوس ہوتے ہیں جیسے آگ میں جلے ہوئے ہیں۔ حرہ شرقیہ یہ محلہ حرمِ مدینہ کی مشرقی حد ہے۔ زمانہ قدیم میں اس محلہ کا نام شرقیہ واقم تھا اور اس میں یہودیوں کے پانچ مشہور قبائل آباد تھے۔ قباء کی مشرقی جانب زہرہ کے مقام پر قبیلہ بنو نضیر آباد تھا۔ ان کی شمالی جانب بنو قریظہ کی بستی تھی۔ اُن کی شمالی طرف بنو ظفر کے لوگ آباد تھے۔ ان کے شمال مشرق میں بنو عبد الاشہل کا قبیلہ آباد تھا۔ اور ان کے شمال میں بنو حارثہ کی بستی تھی۔[8]

حرہ غربیہ:

یہ محلہ حرمِ مدینہ کی مغربی حد ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہے۔ اسی محلے میں مشہور سردار عروہ بن مسعود کا عالی شان قلعہ نما محل واقع تھا۔ یہودیوں کا مشہور قبیلہ بنو قینقاع کے لوگ اسی قلعہ کے قرب وجوار میں آباد تھے۔

---

[5] دائرہ معارف، جلد ۸ ص: ۵۲۹

[6] مسلم، مسلم بن حجاج، القشیری، صحیح مسلم، جلد ۲، رقم الحدیث ۱۳۶۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ س۔ن

[7] الیاس عبد الغنی، تاریخ مدینہ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ص: ۸

[8] نفس مصدر: ۳۳

جبل عیر:

یہ پہاڑ حرمِ مدینہ کی جنوبی حد ہے۔ مدینہ منورہ کے پہاڑی سلسلہ میں جبل احد کے بعد یہ دوسرا بڑا پہاڑ ہے۔ یہ جبل احد سے ۱۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ سطح زمین سے ۳۰۰ میٹر بلند ہے۔

جبل ثور:

مدینہ منورہ کے جنوب میں واقع ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے۔ جو حرمِ مدینہ کی جنوبی حد کا تعین کرتا ہے۔ یہ سرخ رنگ کا پہاڑ جبل احد کی پچھلی جانب واقع ہے۔ حرم مدینہ کی تعیین فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں پہاڑوں کا ذکر فرمایا تھا۔ واضح رہے کہ اسی نام کا ایک پہاڑ مکہ مکرمہ میں بھی ہے جس میں غار ثور ہے۔[9]

مندرجہ بالا محلہ جات اور جبال کی جائے وقوع کے بیان سے مدینہ منورہ کی اس دور کی حدود کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ آج کی طرح وسیع و عریض آبادی رقبہ پر مشتمل نہیں تھی بلکہ اس دور کے مدینہ منورہ کو آج کے دور کی ایک بڑی بستی یا تحصیل کے برابر قرار دیا جاسکتا ہے۔

مدینہ منورہ کے اسماء مبارکہ:

مدینہ منورہ بے شمار ناموں سے موسوم ہے۔ ناموں کی اس کثرت سے اس شہر کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ کسی چیز کے بہت سے نام ہونا اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ وہ چیز اعلی درجے کی ہے۔ جس طرح مکہ مکرمہ زاد اللہ تعظیما و تکریما رشد و ہدایت کا منبع اور باعث صد تعظیم و تکریم ہے۔۔ اسی طرح مدینہ منورہ زاد اللہ تنویرا بھی مسلمانوں کا ملجاء و ماوی اور مرکز ایمان و ایقان ہے، یہ شہر خوباں بے مثل شرف اور عظمت و جلالت کا حامل ہے۔ محبوبِ انس و جن حضرت محمد ﷺ کا محبوب شہر بے شمار ناموں سے موسوم ہے۔ علامہ سید سمہودی لکھتے ہیں:

"اس مقدس شہر کے ناموں کی کثرت اس کی شرافت اور عظمت کی واشگاف دلیل ہے۔ میں نے جتنے نام اس شہر کے دیکھے ہیں اور کسی شہر کے نہیں دیکھے، شیخ المشائخ علامہ شیرازی لغویؒ نے تیس نام لکھے تھے۔ حالانکہ وہ اِس فن میں

[9] مبارک پوری، صفی الرحمٰن، تاریخ مدینہ منورہ، مکتبہ دار السلام، جدہ، ص: ۱۲۲، س۔ن

مہارت تامہ کے مالک تھے۔ جبکہ میں نے اپنی بساط کے مطابق اُن سے کہیں زیادہ نام جمع کیے ہیں، جن کی مجموعی تعداد ۹۴ ہے۔[10]

یثرب:

یثرب اِس شہر کا قدیم ترین نام ہے۔ تمام عربی مورخین اِس بات پر متفق ہیں کہ "یثرب" دراصل سیدنا نوح علیہ السلام کی نسل میں سے ایک آدمی کا نام تھا۔ جس نے اِس شہر کی بنیاد رکھی پس اُسی کے نام پر اِس شہر کا نام بھی یثرب پڑ گیا۔ ابن منظور بھی اسی کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَقِيلَ: سُمِّيَتْ بِاسْمِ رَجُلٍ مِنَ العَمالِقة."[11]

اور کہا گیا ہے کہ شہر یثرب کا نام قوم عمالقہ کے ایک آدمی کے نام پر رکھا گیا۔

لغوی تحقیق:

لفظ" يَثْرِب" کا مادہ "ث، ر اور ب "یعنی "ثَرَبَ" ہے۔ باب "ض" سے استعمال ہوتا ہے۔ جس کے معانی کسی فعل کی ملامت کرنا، برا ابتلانے کے ہیں۔ علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

"یثرب۔ اثراب سے بنا ہے جس کے معنی ملامت کرنا، گناہ پر عار دلانا کے ہیں۔"[12]

یہ لفظ قرآن میں بھی استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ"[13]

تم پر کوئی ملامت نہیں آج کے دن۔

مدینہ منورہ کو قرآن میں ایک جگہ یثرب کے نام سے بھی پکارا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

" وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا"[14]

---

[10] سمہودی، علی بن احمد، نور الالدین، امام، وفاء الوفاء، لاہور، شبیر برادرز، ۲۰۰۸ء، ج ا، ص:۴۹

[11] افریقی، ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت، دار صادر، جلد ا، ص:۲۳۵

[12] افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، جلد ا، ص:۲۳۴ س

[13] یوسف:۹۲

[14] الاحزاب:۱۳

اور جب اُن میں سے ایک گروہ نے کہا: اے مدینہ والو! یہاں تمہارے ٹھرنے کے لئے جگہ نہیں، تم واپس چلو"

مدینہ کو یثرب کہنے کی ممانعت:

ارشاد رسول ﷺ ہے:

" يَقُولُونَ يَثْرِبُ، وَهِيَ المَدِينَةُ"[15]

وہ (منافق لوگ) اسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ اور یہ مدینہ ہے۔

امام الہیثمی نے بھی اس کی تائید کی ہے اور انہوں نے اس بارے میں حضرت براء بن عازب والی یہ روایت بطور دلیل پیش کی ہے:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" مَنْ سَمَّى الْمَدِينَةَ يَثْرِبَ فَلْيَسْتَغْفِرِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ هِيَ طَابَةُ هِيَ طَابَةُ" وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ[16]

براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ رسولا کرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص مدینہ کو یثرب کہے اسے چاہے کہ وہ اللہ عزّوجلّ سے توبہ طلب کرے، یہ طابہ ہے، یہ طابہ ہے۔"

امام الھیثمی اس روایت کے تحت مزید لکھتے ہیں کہ اس روایت کو امام احمد اور امام ابویعلی نے بھی روایت کیا ہے اور اس روایت کے راوی بھی ثقہ ہیں۔

مدینہ:

یہ اِس شہر کا سب سے مشہور نام ہے۔ ارشاد رسول ﷺ ہے:

"يَقُولُونَ يَثْرِبُ، وَهِيَ المَدِينَةُ،"[17]

"وہ (منافق) اِسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ اور یہ مدینہ ہے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ عزوجل نے اس بابرکت شہر کو اسی نام سے ذکر فرمایا ہے۔ چناچہ ارشاد باری تعالی ہے۔:

" وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَة"[18]

اور اھل مدینہ میں سے بھی۔

---

15 بخاری، محمد بن اسمٰعیل، عبد اللہ، امام، صحیح البخاری، جلد ا، رقم الحدیث ۱۸۷۱

16 الہیثمی، علی بن ابی بکر، نور الدین، امام، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، القاہرہ، مکتبۃ القدسی، ۱۴۱۴ھ (۱۹۹۴) ج:۳، رقم الحدیث: ۵۷۸۴

17 بخاری، محمد بن اسمٰعیل، عبد اللہ، امام، صحیح البخاری، ج:۱، رقم الحدیث: ۱۸۷۱

18 توبہ: ۱۰۱

اسی طرح سورۃ توبہ ہی میں فرمایا:

"مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ "[19]

اور مدینہ والوں کے لیے یہ ہر گز زیبا نہ تھا۔

لفظ "مدینہ" کی لغوی تحقیق:

اس کے مادہ (حروف اصلیہ) کے متعلق دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ لفظ دان سے مشتق ہے جس کے معنی اطاعت و فرمانبرداری کے ہیں جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ لفظ مدن سے مشتق ہے جس کے معنی اقامت اختیار کرنا ،شہر آباد کرنے کے ہیں۔ اس کی جمع "مُدْنْ ، مُدُنْ اور مَدَائن" آتی ہے۔[20] قول اول کے مطابق ہفت اقسام کے لحاظ سے یہ لفظ "اجوف واوی" ہے جبکہ قول ثانی کے مطابق "صحیح" ہے۔

طابہ:

مدینہ کا ایک نام طابہ ہے۔ جیسا کہ امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں:

" عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ تَبُوكَ، حَتَّى أَشْرَفْنَا عَلَى المَدِينَةِ، فَقَالَ: هَذِهِ طَابَةٌ"[21]

سیدنا ابو حمید سعدیؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی رحمت ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک سے واپسی پر جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ طابہ ہے۔"

مسلم شریف کی ایک روایت سے یہ بات ثابت ہے کہ اس شہر کا نام خود اللہ تعالی کی ذات نے رکھا ہے۔ امام مسلم نقل کرتے ہیں:

"عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى سَمَّى الْمَدِينَةَ طَابَةَ "[22]

---

[19] نفس مصدر، ۱۲۰

[20] سمھودی، علی بن احمد، وفاء الوفاء، لاہور، شبیر برادرز، ۲۰۰۸ء، ج۱، ص:۷

[21] بخاری، محمد بن اسمٰعیل، ابو عبد اللہ، امام، صحیح البخاری، ج۳، رقم الحدیث: ۱۸۷۲

[22] مسلم، مسلم بن حجاج، أبو الحسن، صحیح المسلم، بیروت، دار إحیاء التراث العربي، ج:2 رقم الحدیث ۱۳۸۵

امام مسلم، حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ: "بیشک اللہ تعالی نے مدینہ کا اسم (نام) طابہ رکھا ہے۔"

طیبہ:

مدینہ منورہ کا ایک نام طیبہ بھی ہے جیسا کہ اس حوالے سے امام شاذلی نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله تعالى أمرني أن أسمي المدينة طيبة." [23]

الایمان:

مدینہ منورہ کا ایک نام "ایمان" ہے۔ اللہ تعالی نے انصار مدینہ کو سراہتے ہوئے فرمایا:

"وَالَّذِيْنَ تَبَوَّ ؤُالدَّارَ وَالْاِيْمَانَ منْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ"[24]

"اوران لوگوں کے لئے جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے قبل جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف ہجرت کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔"

ارض اللہ:

قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد مبارک ہے:

"اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَة فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا "[25]

البارۃ ، البرۃ: یہ دونوں نام اس مقدس شہر کے رہنے والوں کے نیک اعمال کی کثرت پر دلالت کرتے ہیں اور یہ شہر منبع اسرار وبرکات اور انوار وفیوضات ہے۔

الحرم:

مدینہ منورہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس مقدس شہر کو نبی کریم ﷺ نے اپنی مبارک زبان سے حرم قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[23] شاذلی، علی بن حسام الدین, کنزالاعمال، شہر، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۱ھ، (۱۹۸۱ء)، ج:۱۲، رقم الحدیث:۳۴۸۰۸

[24] الحشر:۹

[25] النساء:۹۷۔

"المد ینة حرم "[26]

مدینہ حرم ہے۔

بیت الرسول:

مدینہ منورہ کا ایک نام بیت الرسول بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ "[27] اے پیارے محبوب جیسے تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ روانہ کیا۔

گنبد خضراء: تاریخی پس منظر

مسجد نبوی کا یہ وہ عظیم الشان گنبد ہے جو محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبور ہائے مقدسہ پر واقع ہے۔ یہ گنبد ۶۷۸ھ (بمطابق ۱۲۷۹ء) کو بادشاہ مصر سلطان سیف الدین قلاوون جنہیں الملک المنصور اور الصالحی کے القاب سے بھی پکارا جاتا ہے، نے کمال احمد بن برہان عبد القوی کے مشورے سے تعمیر کروایا۔ بنیادی ساخت میں لکڑی کو استعمال کیا گیا تھا۔ اور اس پر زرد رنگ کرایا گیا جو قبۃ الزرقاء کہلایا[28]۔ اس کے بعد اس میں مختلف ادوار میں تغیر و تبدل ہوتا رہا، پہلے ملک ناصر حسن بن محمد قلاوون نے اور اس کے بعد ۷۶۵ھ میں الملک الاشرف شعبان بن حسین بن محمد نے اس کی تعمیر میں اضافے کئے، ۸۸۸ھ (۱۴۸۳ء) میں سیاہ پتھر سے نیا گنبد بنایا گیا اور اس پر سفید رنگ کروایا گیا جو کہ "گنبد بیضاء" کہلایا، ۹۸۰ھ (۱۵۷۲ء) میں انتہائی حسین گنبد بنایا گیا اور اُسے رنگ برنگے (مختلف رنگوں والے) پتھروں سے سجاوٹ کی گئی اب اس کا ایک رنگ نہیں تھا غالباً میناکاری کے خوبصورت و جاذب نظر نظارے کے باعث اسے "رنگ برنگا گنبد" کہا جانے لگا۔ سولہوی صدی عیسوی میں عثمانی سلطان، سلطان اعظم نے گنبد کو سیسہ کی چادروں سے مڑھوایا اور پھر ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۸ء) کو سلطنت عثمانیہ کے آخری دور میں عثمانی سلطان محمود بن عبد الحمید سلطانی نے اس پر "سبز" رنگ کروایا جو "قبۃ الخضراء" یعنی "گنبد خضراء" کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے بعد تب سے اب تک اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔[29] اس سے یہ بات واضح

---

[26] بخاری، ج، ۳، رقم ۱۸۷۰

[27] الانفال: ۵

[28] المجاہد، عبد الباقی، مدینۃ الرسول، مشتاق بک کارنر، ص: ۳۷، لاہور، س۔ن

[29] الشعبی، مفضل بن محمد، فضائل المدینہ، دار الفکر، دمشق، جلد ۱، ص: ۱۸، س۔ن

ہوتی ہے کہ تقریباً ساڑھے چھ سو سال تک حجرہ مبارکہ پر کوئی گنبد تعمیر نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کے قبر انور پر بالکل کوئی عمارت موجود نہ تھی بلکہ سول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کو حجرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں دفن کیا گیا اور کسی دور میں بھی اس عمارت کے گرائے جانے کی بات نہ ہوئی بلکہ مختلف ادوار میں اس عمارت میں مختلف مناسب تبدیلیاں کی جاتی رہیں، جو اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین وجمہور امت مسلمہ کے نزدیک ایک عمارت میں رسول اللہ ﷺ کی تدفین درست عمل تھا۔

مدینہ منورہ کے مشہور پہاڑ:

جبل احد:

جبل اُحد مدینہ منورہ کے شمال میں واقع ہے۔ تاریخ اسلام میں جبل اُحد بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس کی لمبائی مشرق سے مغرب کی طرف ہے۔ اس کی مختلف چوٹیاں ہیں۔ یہی وہ خوش نصیب پہاڑ ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

" إِنَّ أُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ"[30]

"بیشک اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے پیار کرتے ہیں۔"

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ جبل اُحد پر تشریف لے گئے، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم ہمراہ تھے، پہاڑ پر زلزلہ آگیا، آپ ﷺ نے فرمایا:

" اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ، وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَان[31]

"احد رک جا، پس بے شک تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

جبل رماۃ:

یعنی تیر اندازوں کا پہاڑ وادی مناۃ کے کنارے اور اشہداء احد کی جنوب میں یہ ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے۔ یہی وہ تاریخی پہاڑ ہے جس پر جنگ احد کے روز نبی کریم ﷺ نے عبد اللہ بن جبیرؓ کی قیادت میں ۵۰ تیر اندازوں پر مشتمل ایک دستہ یہاں مقرر فرمایا جب مسلمان جنگ میں فتح یاب ہو گئے تو تیر انداز مال غنیمت جمع کرنے کی غرض سے پہاڑ سے نیچے اتر

---

30 مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، دار إحياء التراث العربي، بیروت صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم الحدیث ۱۳۹۳

31 بخاری، محمد بن اسمٰعیل، عبد اللہ، صحیح البخاری ج:۵، رقم الحدیث نمبر ۳۶۷۵

آئے ، مشرکین نے یہ محاذ خالی دیکھا تو مسلمانوں کے پیچھے سے حملہ آور ہوئے نتیجتاً بہت سے صحابہؓ شہید ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ بھی زخمی ہوئے اور آپ ﷺ کے دو دانداں مبارک شہید ہو ئے۔[32]

جبل ذباب:

یہ پہاڑ مسجد نبوی ﷺ کی شمال میں، مغربی کونے سے تقریبا ۴۰۰ میٹر کے فاصلے پر شارع عثمانؓ کے ساتھ واقع ہے۔ غزوہ خندق کے دوران آپ ﷺ کا خیمہ اسی پہاڑ پر نصب تھا۔ اسے جبل رایہ بھی کہا جاتا ہے۔

جبل سلع:

یہ پہاڑ مدینہ منورہ کے درمیان میں واقع ہے حکومت سعودیہ نے اس کے ارد گرد لوھے کے مضبوط جنگلے نصب کر دیئے ہیں۔ جنگ خندق کے دوران اسی پہاڑ کے دامن میں صحابہؓ کا قیام تھا۔ اب اسے میدان فتح کہا جاتا ہے۔[33]

مدینہ منورہ کی چند مشہور مساجد:

مسجد نبوی:

مسجد الحرام کے بعد دنیا کی سب سے اہم اور افضل ترین مسجد ''مسجد نبوی ﷺ'' ہے۔ ہجرت مدینہ کے فورا بعد ا ہجری میں یہ مسجد تعمیر کی گئی۔ اس مسجد کی تعمیر میں آپ ﷺ بذات خود شریک رہے۔ مسجد نبوی ﷺ جس جگہ تعمیر کی گئی وہ جگہ در اصل دو یتیم سہل اور سہیل کی ملکیت تھی۔ اس جگہ کی قیمت دس دینار طے پائی جو حضرت ابو بکرؓ نے ادا کی ۔ اس مسجد سے متصل ایک چبوترا بھی بنایا گیا جو ایسے افراد کے لیے اقامت کی جگہ تھی۔ جو ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے مگر ان کا ذاتی گھر نہیں تھا۔ مسجد نبوی ﷺ مسلمانوں کے لیے بطور عبادت گاہ، کمیونٹی سینٹر ،عدالت اور مدرسہ حیثیت کی بھی حامل تھی۔ عہد نبوی ﷺ کے بعد کئی مسلم حکمرانوں نے اس میں توسیع و تزئین کا کام کیا ۔ سعودی عرب کے قیام کے بعد بھی مسجد نبوی ﷺ کو کئی مرتبہ وسیع کیا گیا لیکن شاہ فہد بن عبد العزیز کے

---

32 البصری، عمر بن شبہ، تاریخ المدینہ لابن شبہ، مکتبہ السدید، جدہ، جلد ا، ص:۱۶۹، ۱۳۹۹ھ،

33 نفس مصدر، ص:۱۷۳

دور حکومت میں مسجد کی توسیع کا عظیم الشان منصوبہ تشکیل دیا گیا اس عالی شان منصوبے کے تحت دور قدیم کا پورا شہر مدینہ منورہ اس مسجد کا حصہ بنا دیا گیا اور یہ مسجد تعمیرات کی دنیا میں ایک شاہکار ہے۔

اہمیت:

ارشاد باری تعالی ہے:

"لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيه"[34]

اس مسجد کی بنیاد پہلے دن سے تقوٰی پر رکھی گئی ہے آپ کا قیام اس میں حق کے زیادہ قریب ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِي هَذَا، وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى"[35]

تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے۔ ارشاد رسول ﷺ ہے:

صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا المَسْجِدَ الحَرَامَ

میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نماز سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔

مسجد قباء:

رسول اللہ ﷺ جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ (یثرب) کی حدود میں قباء نامی ایک بستی میں پہنچے جو مدینہ سے تقریبا تین کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں آپ ﷺ نے کچھ دن قیام فرمایا۔ اسی قیام کے دوران ۶۲۲ء کو آپ ﷺ نے مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ مسجد قبا کو نہ صرف یہ کہ اسلام کی پہلی مسجد ہونے کا اعزاز حاصل ہے بلکہ فخر دوعالم ﷺ کے دست مبارک سے تعمیر ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

چنانچہ اس بارے میں امام الہیثمی نے یہ روایت نقل کی ہے:

---

[34] توبہ:۱۰۸

[35] مسلم، مسلم بن حجاج، أبو الحسن، صحیح المسلم، بیروت، دار إحیاء التراث العربي، ج:2 رقم الحدیث ۱۳۹۷

وَعَنِ الشُّمُوسِ بِنْتِ النُّعْمَانِ قَالَتْ: نَظَرْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ وَنَزَلَ وَأَسَّسَ هَذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدَ قُبَاءَ فَرَأَيْتُهُ يَأْخُذُ الْحَجَرَ أَوِ الصَّخْرَةَ حَتَّى يَهْصِرَهُ الْحَجَرُ، وَأَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ التُّرَابِ عَلَى بَطْنِهِأَوْسُرَّتِهِ فَيَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَصْحَابِهِ وَيَقُولُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَعْطِنِي أَكْفِكَ، فَيَقُولُ: " لَا خُذْ حَجَرًامِثْلَهُ "، حَتَّى أَسَّسَهُ، وَيَقُولُ:" إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ يَوْمُ الْكَعْبَةِ" قَالَ: فَكَانَ يُقَالُ: إِنَّهُ أَقْوَمُ مَسْجِدٍ قِبَلَهُ.[36]

شموس بنت نعمانؓ فرماتی ہیں:"جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، ہمارے پاس ٹھہرے اور اس مسجد یعنی مسجد قباء کی بنا رکھی۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ اس قدر بھاری پتھر اُٹھاتے جاتے کہ اس سے آپ ﷺ کو سخت مشقت کا سامنا کرنا پڑتا اور میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے پیٹ یا ناف مبارک پر مٹی دیکھی۔ آپ ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی بھاگا آتا اور گزارش کرتا: اے اللہ کے محبوب ﷺ !میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں ! مجھے پکڑا دیجئے، اکیلا ہی اُٹھالیتا ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے: نہیں ! تو اور اُٹھالے "اس طرح آپ ﷺ نے اس مبارک مسجد کی بنیاد رکھی۔ آپ ﷺ فرماتے: جبرائیل مجھے قبلہ کا رُخ بتارہے ہیں"اسی لیے کہا جاتا ہے کہ "اِنَّه اَقْوَمُ مَسْجِدقِبِلهُ " "سب مساجد میں سے درست ترین قبلہ والی مسجد، مسجد قباء ہے۔"

امام الھیثمی اس روایت کے بارے میں مزید فرماتے ہیں:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ

یعنی اس روایت کو امام طبرانی نے اپنی کبیر میں بھی روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں: امام بخاری نے سیدنا ابن عمرؓ سے ایک روایت نقل کی ہے:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَمَاشِيًا، عَنْ نَافِعٍ، فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ"[37]

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد قباء تشریف لاتے سوار ہو کر یا پیدل اور نافعؒ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اس مسجد میں دو رکعتیں نماز بھی ادا فرماتے"

---

[36] بخاری، محمد بن اسمٰعیل، ابو عبد اللہ، امام، صحیح البخاری، ج۲، رقم الحدیث: ۱۱۹۰

[37] الہیثمی، علی بن ابی بکر، نور الدین، امام، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، القاہرہ، مکتبۃ القدسی، ۱۴۱۴ھ (۱۹۹۴) ج:۴، رقم الحدیث: ۵۸۹۸

اور مسلم شریف کی روایت میں "سبت" کا لفظ آیا ہے جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کی آپ ﷺ اس مسجد میں ہر ہفتہ کو آیا کرتے تھے۔ اور ابن عمرؓ کا بھی یہی معمول تھا۔ مستدرک للحاکم کی روایت میں ہے کہ: "جو شخص گھر سے نکل کر اس مسجد، مسجد قباء میں آئے اور یہاں دو رکعتیں پڑھے، اُسے ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔"

مسجد جمعہ:

نبی کریم ﷺ ہجرت مدینہ کے موقعہ پر دوران سفر کچھ دن قُباء میں قیام فرمایا اور پھر جمعہ کے دن وہاں سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے، راستہ میں نماز جمعہ کا وقت ہوا تو بنو سالم کی بستی میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ قبیلہ بنو سالم نے اس جگہ مسجد تعمیر کروائی جو مسجد جمعہ اور مسجد بنو سالم کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ مدینہ منورہ میں نماز جمعہ کی ادائیگی واقعہ ہجرت سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی۔ حافظ ابن کثیرؒ کے مطابق اس کی ذمہ داری سیدنا مصعب بن عمیرؓ کے پاس تھی[38] جبکہ امام سہیلیؒ کے نزدیک سیدنا اسعد بن زرارہؓ کے پاس۔ امام سہیلیؒ لکھتے ہیں کہ اسلام کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سیدنا اسعد بن زرارہؓ نے جمعہ قائم کیا اور یہی قول صحیح ہے۔[39]

مسجد قبلتین:

یہ تاریخی مسجد، مسجد نبوی ﷺ سے تقریباً تین کلو میٹر کے فاصلے پر شارع خالد بن ولیدؓ کے کنارے اور وادی عقیق کے قریب واقع ہے۔ یہ مسجد تاریخ اسلام میں ایک اہم واقعہ کی علامت ہے۔ ابتدا اسلام میں مسلمان تقریباً ۱۶ یا ۱۷ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ پھر شعبان ۲ھ میں تحویل قبلہ کا حکم آ گیا۔ اس موقعہ پر سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۴ نازل ہوئی۔ تحویل قبلہ کا حکم آیا تو مسلمان بنو سلمہ کی اسی مسجد میں نماز ظہر ادا کر رہے تھے دو رکعت مکمل ہو چکی تھیں اور تیسری رکعت کے لیے قیام میں کھڑے تھے۔ حکم ہوتے ہی آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر لیا اور پھر آپ ﷺ کی اتباع میں تمام لوگوں نے بھی دوران نماز اپنا رخ کعبہ کی طرف پھیر لیا۔ اسی نسبت سے اس مسجد کا نام قبلتین یعنی دو قبلوں والی مشہور ہوا۔

---

[38] بخاری، محمد بن اسمٰعیل، ابو عبد اللہ، امام، صحیح البخاری، ج ۲، رقم الحدیث: ۱۱۹۴۔

[39] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، الدمشقی، البدایہ النہایہ، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۷ھ (۱۹۸۶ء)، جلد ۳، ص: ۱۵۱

مسجد فتح:

یہ مسجد مدینہ منورہ کے شمال میں ایک پہاڑ سلع میں واقع ہے۔ اس مسجد کو مسجد فتح اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے غزوہ خندق کے دوران اس جگہ نصرت و فتح کی وحی نازل فرمائی یہی وہ مقام تھا جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: ابشر و بفتح اللہ و نصرہ ص؛۱۰۹ (اللہ تعالی کی طرف سے فتح و نصرت کی وحی پر خوش ہو جاؤ) اس مسجد کو، مسجد احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ آپ ﷺ نے اسی مقام پر کفار کے لشکروں کے لیے بد دعاء بھی فرمائی تھی" اللّٰھم احزم الاحزاب "" اے اللہ ان لشکروں کو شکست دے "سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد فتح میں پیر، منگل اور بدھ کے دن مسلسل دعا فرمائی آخر کار بدھ کے دن دو نمازوں کے درمیان آپ ﷺ کی دعا قبول ہو گئی تو خوشی کے آثار آپ ﷺ کے چہرہ انور پر نظر آ رہے تھے۔[40]

مسجد میقات:

یہ مسجد ذوالحلیفہ کے علاقے میں واقع ہے اسی نسبت سے اسے مسجد ذوالحلیفہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کو مسجد میقات بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ یہ مقام اہل مدینہ کا میقات ہے۔ اس کو مسجد احرام بھی کہا جاتا ہے اور اسے مسجد شجرہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے امام بخاری نے ابن عمر سے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ، وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ المُعَرَّسِ، وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يُصَلِّي فِي مسْجِدِ الشَّجَرَةِ، وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِي الحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الوَادِي، وَبَاتَ حَتَّى يُصْبِحَ" [41]

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ کی طرف جانے کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ مسجد شجرہ کی جگہ نماز پڑھتے تھے اور جب واپس تشریف لاتے تو ذوالحلیفہ کے مقام پر وادی کے نشیب میں نماز ادا فرماتے اور صبح تک وہی ٹھرتے۔"

مسجد مصلی:

اس مسجد کو "مسجد مصلّٰی" بھی کہتے ہیں۔ مسجد نبوی ﷺ کے جنوب مغربی سمت میں آدھے کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ مسجد اس مشہور میدان میں واقع ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے نماز عید کے لیے بھی منتخب کیا اور

---

[40] محمد عبد المعبود، تاریخ مدینہ منورہ، رحمانیہ، لاہور، ص:۹۵

[41] الہیثمی، علی بن ابی بکر، نور الدین، امام، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، القاہرہ، مکتبۃ القدسی، ۱۴۱۴ھ (۱۹۹۴) ج:۴، رقم الحدیث:۵۹۰۱

زندگی کے آخری سالوں میں اس مسجد کی جگہ کو عید گاہ بنایا جسے میدان مصلّٰی بھی کہا جاتا تھا۔ اسی جگہ آپ ﷺ نے نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي اليَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ خَرَجَ إِلَى المُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا"[42]

بیشک اللہ کے رسول ﷺ نے نجاشی کی وفات کی خبر اسی دن ہی بتادی تھی یعنی جس دن وہ فوت ہوئے تھے پھر آپ ﷺ صحابہ کو ساتھ لیکر جائے نماز کی طرف تشریف لے گئے ، صفیں بنائیں، نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔"

بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں ایک بار آپ ﷺ نے نماز استسقاء پڑھائی اور چادر الٹا کر دعا فرمائی۔ حضرت عبد اللہ بن زید انصاریؓ درج ذیل حدیث روایت کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى المُصَلَّى يُصَلِّي، وَأَنَّهُ لَمَّا دَعَا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ القِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ"[43]

بیشک رسول اللہ ﷺ عید گاہ تشریف لے گئے ،اور بارش کی دعا کی ، قبلہ کی طرف رخ کیا اپنی چادر کو اُلٹایا اور دو رکعت نماز پڑھیں۔"

یثرب کے ابتدائی باشندے:

تمام عرب مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ "یثرب" دراصل سیدنا نوح علیہ السلام کی نسل میں سے ایک آدمی تھا جس نے اس مقدس شہر کی بنیاد رکھی اسی شخص کے نام کی نسبت سے اس شہر کا نام بھی "یثرب" پڑ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ طوفانِ نوح کے بعد سیدنا نوح علیہ السلام کی اولاد جس علاقے میں ٹھہری تھی اُن کی آبادی کے بڑھنے کے سبب وہ علاقہ آہستہ آہستہ اُن کی رہائش کے لیے تنگ پڑتا چلا گیا یہاں تک کہ اُن میں سے بہت سے لوگ کسی نئے علاقے کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے اور وہ قافلوں کی شکل میں مغرب کی طرف نکل پڑے وہ عرصہ تک ایک ایسی جگہ کی تلاش کرتے رہے جو قابل رہائش ہو تا کہ وہ اسے اپنا مسکن بنا سکیں اور اطمنان سے زندگی گزار سکیں۔ اُن میں سے ایک قبیلہ "عُبیل

---

[42] بخاری، محمد بن اسمٰعیل، ابو عبد اللہ، امام، صحیح البخاری، ج ۲، رقم الحدیث: ۱۵۳

[43] بخاری، محمد بن اسمٰعیل، ابو عبد اللہ، امام، صحیح البخاری، ج ۲، رقم الحدیث: ۱۲۴۵

''سرزمین عرب کے جس علاقے میں یہ قبیلہ آباد ہوا یہی بعد میں ''یثرب'' کہلایا۔ یہ علاقہ اُس زمانے میں بھی قدرتی وسائل سے مالا مال تھا اور یہاں وافر پانی، گھنے درخت، وسیع میدان اور خوبصورت پہاڑ جو ایک قسم سے اس علاقے کی قدرتی حفاظت کا ذریعہ تھے۔ یہ لوگ یہیں آباد ہوگئے۔ مؤرخین کی تصریحات سے معلوم ہوتا کہ ۱۶۰۰ قبل مسیح تا ۲۲۰۰ قبل مسیح کے درمیانی زمانہ میں عمالقہ نے یثرب آباد کیا۔[44] یثرب کے ابتدائی باشندے تین بڑے بڑے قبیلے تھے۔ (۱) قوم عمالقہ (۲) یہود (۳) اوس اور خزرج

قوم عمالقہ:

قوم عمالقہ کا اصل وطن یمن تھا۔ یہ انتہائی طاقتور، اعلیٰ صفات کی مالک اور قد آور قوم تھی۔ قوم عمالقہ ہی سب سے پہلے اس شہر میں آباد ہوئی اور اس شہر کی بنیاد رکھی راجح قول یہی ہے۔ کیونکہ اس شہر کا نام ''یثرب'' جس شخص کے نام پر پڑا وہ اسی قوم کے قبیلہ عبیل سے تعلق رکھتا تھا۔ قوم عمالقہ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عملیق بن لاوذ بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام[45]۔ تاریخ کتب سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فرعون ثلاثہ کا تعلق بھی قوم عمالقہ سے ہی تھا۔ عمالقہ کے شاہان مصر میں سے ایک فرد جسکا نام سنان بن الاشل سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے زمانہ میں۔ جبکہ الریان بن ولید سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانے میں اور ولید بن مصعب موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مصر کے بادشاہ تھے۔[46]

یہود:

جب مسلمانوں نے یثرب کی طرف ہجرت کی تو اُس وقت یثرب میں کئی یہودی قبائل آباد تھے۔ اُن میں سے مشہور قبائل بنو قریظہ، بنو نضیر، بنو قینقاع اور بنو یہدل تھے۔ ان میں سے کچھ قبائل تو ۵۸۶ قبل مسیح میں فلسطین پر روم کے بادشاہ بخت نصر کے حملہ کے بعد اور باقی ۷۰ء اور ۱۳۲ء میں رومیوں سے تنگ آکر وہاں سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئے۔[47]

---

[44] تاریخ مدینہ منورہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور از عبد المعبود ص:۴۷

[45] ابو محمد علی بن احمد بن حزم الاندلسی، جمہرۃ انساب العرب، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ص:۴۶۲

[46] تاریخ مدینہ منورہ، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، از عبد المعبود، ص:۴۷،

[47] ایضاً ص:۴۸

قبیلہ اوس اور خزرج:

اوس اور خزرج دو افراد جو بنو قحطان سے تھے۔ آپس میں دونوں بھائی تھے۔ انہی کے ناموں سے یہ دونوں قبائل مشہور ہوئے۔ ان کے والد کا نام حارثہ بن ثعلبہ تھا۔ اوس اور خزرج کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ حارثہ بن ثعلبہ بن عمر بن حارثہ بن امری القیس بن ثعلبہ بن مازن بن عبد اللہ بن الازو بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان[48] ان قبائل کا اصل وطن بھی یمن تھا۔ ان کی مادری زبان عربی تھی۔ یمن میں آباد تمام قبائل کا جد اعلی "قحطان" تھا۔ یہ قبائل اسی کی اولاد سے تھے۔ اسی کی نسبت سے انہیں قحطانی عرب بھی کہا جاتا ہے۔ علماء لغت و تاریخ اس بات پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے جس شخص نے عربی زبان میں گفتگوں کی وہ یہی "قحطان" تھا۔

۱۱۵ قبل مسیح "سد مارب" کی تباہی کے بعد یمنی قبائل نے عرب کی طرف نقل مکانی کی اور مختلف علاقوں میں آباد ہوئے (مذکورہ ڈیم ٹوٹنے کا واقع اسی سال واقع ہوا)۔ ان میں سے قبیلہ اوس اور خزرج کے قبائل یثرب اور اس کے مضافات میں آباد ہو گئے۔[49]

رفتہ رفتہ ان کی آبادی میں اضافہ ہوتا رہا۔ ابتدا مدینہ میں آباد یہودی قبائل کے ساتھ ان تعقات کافی اچھے رہے جلد ہی بنو اوس اور خزرج کی بڑھتی ہوئی تعداد سے یہودی خائف ہو گئے اور قحطانی عرب سے کیا ہوا اپنا معاہدہ توڑ دیا۔ اوس اور خزرج معاشی طور پر پہلے ہی بہت کمزور تھے کیونکہ کاشت کاری سے لیکر چرگاہوں تک تمام معاشی وسائل یہودیوں کے قبضے میں تھے۔ اس کے بعد یہودیوں کی طرف سے اوس اور خزرج پر مظالم کا سلسلہ شروع ہو گیا جو یہودیوں کے مشہور سردار فطیون کے دور تک جاری رہا اسی دور میں قبیلہ خزرج کا ایک فرد مالک بن عجلان اٹھا اور اس نے اپنی قوم کی شیرازہ بندی کی، دونوں قبیلوں اوس اور خزرج نے اسے اپنا متفقہ سردار تسلیم کر لیا۔ مالک بن عجلان نے جلد ہی یہودیوں کے بدکردار سردار فطیون کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد شاہ غسلان (بادشاہ اردن) سے ملکر مالک بن عجلان نے یہودیوں کو شکست سے دوچار کر دیا اور یوں سرزمین یثرب پر اوس اور خزرج برسر اقتدار آ گئے۔ یہ دونوں قبائل ایک عرصہ تک یثرب پر عیش و عشرت اور اتفاق و اتحاد کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور اب یہودیوں کے بس کی بات نہ تھی کہ وہ قبیلہ اوس

---

[48] ابو محمد علی بن احمد بن حزم الاندلسی، جمہرۃ انساب العرب، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۱۳، ص: ۳۳۲، ۴۸۴

[49] تاریخ مدینہ منورہ، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، از عبد المعبود، ص: ۸۲

اور خزرج کا مقابلہ کر سکیں یہاں تک کہ جب ان کی آپس میں مڈ بھیڑ ہوتی اور نتیجتا قبیلہ اوس اور خزرج ان پر قابوں پالیتے تو اس موقعہ پر یہودی اوس اور خزرج کو مخاطب کر کے انہیں دھمکی دیتے ہوئے ایک تاریخی جملہ کہتے "اب تو تم ہمیں شکست دے دیتے ہو مگر یاد رکھو عنقریب ہم میں ایک نبی ﷺ مبعوث ہونگے تو اس وقت تمھیں ہم سے کوئی نہیں بچاپائے گا۔

پھر ایک طویل عرصہ کے بعد قبیلہ اوس اور خزرج کی آپس میں خانہ جنگی شروع ہوگئی اور جنگوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ چھڑ گیا جس میں انہوں نے اپنی تمام تر توانائی اور اپنے نامور سردار انہی جنگوں کے بھیت چڑھا دیئے۔ ان کی سب سے آخری اور تباہ کن جنگ "بعاث" کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کے بعد دونوں قبائل کو احساس ہوا اور دونوں نے آپس میں صلح ہوگئی اور عبد اللہ بن ابی کو متفقہ سردار بنانے پر ان دونوں قبائل کا اتفاق ہوگیا۔ یہی وہ زمانہ تھا کہ یثرب کے لوگوں کے نصیب جاگ اٹھے اور ان کا رابطہ رسول اکرم ﷺ سے ہوگیا یوں اوس اور خزرج کے قبائل کی قابل رشک زندگی کا آغاز ہوا۔

مدینہ منورہ کے بعض تاریخی کنویں

بیئر رومہ:

(بیئر عثمانؓ) یہ کنواں مسجد قبلتین سے اندازا ایک کلو میٹر کی مسافت پر وادی عقیق کنارے واقع ہے۔ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس دور میں مدینہ میں بئر رومہ ایک یہودی کی ملکیت تھا۔ اس کنویں کا پانی انتہائی میٹھا تھا۔ مدینہ کے مسلمان بھی اس یہودی سے پانی قیمتاً خریدتے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے یہ کنواں اس یہودی شخص سے خرید کر لوگوں کے لئے فی سبیل اللہ وقف کر دیا تھا جس پر رسول خدا ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو جنت میں اس بہتر انعام ملنے کی خوش خبری سنائی۔ اسی وجہ سے اسے بئر عثمان بھی کہا جاتا ہے۔ قبل از اسلام اسے بئر الملک کہا جاتا تھا۔[50]

---

[50] ابن نجار، محمد بن محمود، ابو عبد اللہ، اخبار مدینہ، شرکۃ دار الارقم، شہر؟ ص: ۶۳

بیئر اریس:

یہ کنواں قباء کے محلے میں واقع تھا۔ مسجد قباء کی مغربی جانب وقع تھا۔ مگر اب یہ کنواں بھی وہاں کی حکومت کی جانب سے سڑک کی توسیع کی وجہ سے ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ وہی بابرکت کنواں ہے جہاں ایک بار آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور وہاں جاکر پنڈلی سے کپڑا ہٹاکر اس کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے اور حضرت موسی اشعریؓ بطور دربان کھڑے ہوگئے۔ اور پھر یکے بعد دیگرے حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے تشریف لانے پر انہیں جنت کی خوش خبری دی گئی اور اسی مقام پر آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو پیش آنے والی آزمائش کی پیشن گوئی بھی فرمائی۔ یہی وہ بابرکت کنواں ہے جس میں آپ ﷺ کی چاندی کی وہ انگوٹھی جس پر "محمد رسول اللہ" مرقوم تھا۔ اور یہ انگوٹھی حضرت عثمانؓ کے دور میں انہی کے ہاتھوں اسی کنویں میں گر گئی تھی۔ اس سے قبل یہ انگوٹھی آپ ﷺ کے بعد پہلے حضرت ابو بکر صدیق اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنھما کے ہاتھ میں رہی۔ اسی نسبت سے اس کنویں کو بئر خاتم (انگوٹھی والا کنواں) بھی کہا جاتا ہے۔

بیئر حا:

یہ کنواں مسجد نبوی ﷺ کی شمالی جانب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ کے باغ میں واقع تھا۔ ماضی قریب تک موجود رہا مگر ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء مسجد کی دوسری توسیع کے بعد اسے مسجد کی حدود میں شامل کر دیا گیا۔ جب سورہ اٰل عمران کی آیت نمبر ۹۲ (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ) نازل ہوئی تو حضرت طلحہؓ نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہو کر اس باغ اور کنویں کو اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا تھا۔

بئر غرس:

یہ کنواں قربان کے مقام پر واقع ہے۔ مسجد قباء کی شمالی جانب آدھا کلو میٹر کے فاصلہ پر۔ یہی وہ بابرکت کنواں تھا جس میں آپ ﷺ نے اپنا مبارک لعاب دہن ڈالا تھا جس سے اس کنویں کا پانی میٹھا ہو گیا تھا۔ اس کنویں کا پانی آپ ﷺ

نے اپنی زندگی مبارک میں نوش بھی فرمایا اور اس سے وضو بھی کیا آپ ﷺ کو آخری غسل بھی اسی کنویں کے پانی سے دیا گیا۔ یہ کنواں سیدنا سعد بن حیثمہ کی ملکیت تھا۔[51]

بئر بصہ:

یہ کنواں جنت البقیع کی طرف سے قباء جاتے ہوئے راستے میں ایک باغ میں واقع تھا۔ حضور ﷺ شہداء کی زیارت کے لیے اور ان کے اہل وعیال کے احوال جاننے کے لیے تشریف لے جاتے اور اس کنویں کا پانی پیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے سر بھی اس کے پانی سے دھویا۔ اور یہ جمعہ کا دن تھا۔[52]

خلاصہ:

یثرب جو نبی اکرم ﷺ کی وہاں آمد کے بعد مدینہ منورہ کہلایا یہ اس وقت حجاز کا ایک مشہور شہر تھا۔ تجارتی حوالے سے انتہائی اہمیت کا حامل تھا اور اس اہمیت کی بہت بڑی وجہ وہ تجارتی شاہراہ تھی جو مکہ مکرمہ کو ملک شام سے ملاتی تھی اور یہ شاہراہ مدینہ منورہ کے پاس سے ہو کر گزرتی تھی۔ مکہ مکرمہ جو اس دور میں عرب کا تجارتی حب کہلاتا تھا۔ مکہ مکرمہ آنے جانے والے تجارتی قافلے اسی راستہ سے گزرتے تھے۔ اور وہ یہاں پڑاؤ بھی کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے مدینہ منورہ کی تجارت کو فروغ حاصل تھا۔ اور پھر تاریخی شواہد سے یہ بات بھی ثابت ہوتی کہ صحیح معنی میں مدینہ منورہ کو بعد از ہجرت نبوی ﷺ تجارتی عروج ملا۔ اس کے علاوہ جیسے ہی اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام یہاں کے لوگوں تک پہنچا پس اسی کے ساتھ ہی یہاں کے لوگوں کے انفرادی واجتماعی حالات تبدیل ہونا شروع ہو گئے۔ اور پھر جب حکم خداوندی پر لبیک کہتے ہوئے آپ ﷺ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے یہاں تشریف لائے تو اس کے بعد تو لوگوں کی کایا ہی پلٹ گئی۔ مدینہ اور اہل مدینہ دینی اور دنیاوی لحاظ ترقی کی راہ پر گامزن ہو گئے اور دنیا والوں کے لئے ایسے نا مٹنے والے نشان چھوڑے جو آج بھی قابل فخر ہیں۔

---

[51] عبد المعبود ص: تاریخ مدینہ منورہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور از عبد المعبود ص: ۵۹۳

[52] ابن نجار، محمد بن محمود، ابو عبد اللہ، اخبار مدینہ، شرکۃ دار الارقم، شہر ص: ۶۲

اس کے علاوہ یہ شہر قبل از اسلام عرب کے مشہور یہودی قبائل، قوم عمالقہ، اوس اور خزرج جیسی دنیا کی مشہور اور طاقتور اقوام کا مسکن رہا ہے۔ ہجرت نبوی ﷺ کے بعد یہاں کی آبادی (مذہبی اعتبار سے) مسلم اکثریت میں تبدیل ہونا شروع ہو گئی تھی لوگوں نے اسلام کو صمیم قلب سے قبول کیا جس کے نتیجہ میں مدینہ منورہ اسلام کا قلعہ بن گیا۔ مساجد تعمیر ہوئیں، تعلیمی مراکز بنے، بڑے پیمانے پر فلاحی کام ہوئے، نئے بازار اور محلے بنائے گئے۔ پہلے یثرب سے مدینہ النبیؐ پھر ریاست مدینہ اور پھر مکہ مکرمہ کی طرح حرم ہونے کے اعزاز سے سرفراز ہوا۔